179 ع
R-2
~~395~~ ع

دوسری پیشکش

بناتِ رسولؐ

روایات کے آئینہ میں

مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی

ترتیب و اضافہ مطالب

سید محمد قیصر جعفری (اکبرآبادی)

مکتبۂ اصلاح ۱۲ پریم بھون اے-ایم-۱

فریئر روڈ کراچی ۱

کتاب کا نام .... بنات رسول

مؤلف کا اسم گرامی ...... مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی

کتابت .... سید مہدی رضوی سبزی بازار گولیمار کراچی

تعداد .... ایک ہزار

مطبع .... شیخ شوکت علی پرنٹرز

ناشر .... مکتبۂ اصلاح

سنہ طباعت .... ۱۹۷۴ء عیسوی

قیمت ..... ایک روپیہ

Ghulam Hasnain H.A
18.8.1974

بسمہ سبحانہ

مقصدِ تحریر

کراچی کی بستی جس کا نام کورنگی ہے وہاں ایک مجلس عثمان قائم کی گئی ہے اس جگہ سے ایک کتابچہ بنام شہادت عثمان کیوں اور کیسے؟ شائع کی گئی ہے جس کا جواب بھی ہم نے لکھ لیا ہے۔ مسودہ تیار ہے لیکن اس کتابچہ میں کئی مقامات پر داماد رسول تحریر کیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمان کو داماد رسول ثابت کیا جائے اس کتابچہ کے مصنف مسٹر ڈاکٹر احمد حسین کمال صاحب ہیں۔

دوسری کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہے جس کے مصنف مولانا عاشق الٰہی صاحب ہیں اور جو مکتبہ دار العلوم کراچی سے شائع ہوئی ہے تیسری کتاب تاجدارِ دو عالم کی شہزادیاں چھپی ہے۔

اور چوتھا رسالہ سیارہ ڈائجسٹ کا رسول نمبر شائع ہوا ہے اس میں آل رسول کے عنوان سے ایک مضمون ہے اس میں بھی چاروں بیٹیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم نے ان کتابوں کو پڑھ کر ضروری سمجھا کہ ان کا جواب دینا ضروری ہے تاکہ عامۃ الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں ہماری یہ کتاب حق و باطل میں فیصلہ کر دے گی انشاء اللہ۔

ادارہ

اہلِ اسلام سے التماس

مکتبۂ اصلاح اپنا دوسرا دفاعی رسالہ منظر عام پر پیش کر رہا ہے اس کو دیکھ کر جذبۂ تحقیق کو تعصب کے سنگِ گراں سے نہ دبائیے نہ یہ شکوہ کیجئے کہ کتابوں سے چھپے ہوئے خزانے عام نگاہوں کے سامنے کیوں لائے گئے اس لئے کہ رسالہ ابتدائی نہیں دفاعی ہے شکوہ گذاری کا محل نہیں شکایت کا موقع نہیں۔ رنج کی ضرورت نہیں ملال کی حاجت نہیں کیونکہ جن مطالب کے چہروں سے حجاب اٹھایا گیا ہے انکی مسلّم آپ کی موثق کتابیں اور آپ کے مستّم علماء ہیں جب اس بیان کفر میں داگر آپکے نزدیک کفر ہے ان علماء سے آپ کو شکوہ نہیں تو اس نقل کفر میں ہم سے کیوں گلہ ہو۔

ادارہ

پیش لفظ

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب کامونپوری پی۔ ایچ۔ ڈی
ناظم شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بہت سی باتیں سیاسی مصالح کی بنا پر مشہور ہو جاتی ہیں جو در اصل واقعیت کے اعتبار سے تاریخی حقیقت سمجھ لی جاتی ہے منجملہ انکے جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کے علاوہ آنحضرت کے تین اور لڑکیوں کا ہونا بھی ہے حالانکہ جناب فاطمہؑ کے علاوہ آنحضرت کے کوئی دوسری لڑکی نہ تھی صرف یہی نہیں بلکہ حضرت خدیجہ کے متعلق یہ عام خیال کہ وہ ثیبہ تھیں اور آنحضرت سے پہلے کئی شوہروں سے عقد کر چکی تھیں اور جب آنحضرت نے عقد فرمایا تو آپ بیوہ تھیں یہ امر بھی حقیقت سے بہت دور ہے حضرت خدیجہ کا عقد جب آنحضرت سے ہوا آپ باکرہ تھیں صرف آنحضرت ہی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے اپنے شوہر کی حیات میں انتقال فرمایا اور بیوگی کے صدمات نہیں سہے۔

تمام مورخین یہ لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت کا عقد حضرت خدیجہ سے ہوا ہے اس وقت کے تمام روسائے عرب اور اشراف حجاز حضرت خدیجہ سے عقد کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت خدیجہ جو ملیکۃ العرب کے لقب سے مشہور تھیں سب کے پیغامات کو ٹھکرا دیتی تھیں ان مورخوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ وہ بیوہ ہو کر شوہروں کا داغ

اٹھا بھی ہو وہ دوشیزگی کی حالت میں تو عرب کے غیر ممتاز لوگوں سے عقد کر لیتی لیکن بیوہ ہونے پر اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ شیوخ عرب اور اشراف قریش میں سے کسی کو بھی اس قابل نہیں سمجھتی کہ انکے پیغام قبول کرنا تو کیا نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

دراصل یہ تضاد اس لئے پیدا ہوا کہ تاریخیں حکومت کے اشاروں کی آمیز لکھی گئیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ نے آنحضرتؐ سے پہلے کسی سے عقد نہیں فرما سب کے پیغامات کو رد فرماتی رہیں اور خاموشی کے ساتھ تمام شخصیتوں کا مطالعہ کرتی رہیں کہ کس میں انکے شوہر ہونے کی صلاحیت ہے حضرت خدیجہ کی نگاہ میں نہ صرف حجاز بلکہ تمام جزیرۃ العرب میں کوئی ایسا نظر آتا تھا جو ان کے شوہر ہونے کی اہلیت رکھتا ہو۔ انکی نظر انتخاب نے صرف حضرت محمد بن عبداللہ ہی کو ایسا پایا جو ان کے شو ہو سکتے تھے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس انتخاب میں ان کا سن کچھ زیادہ ہو گیا لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں اب صرف "ملیکۃ العرب" ہی نہیں رہیں بلکہ لس رسالت سے ان کو سیدۃ النساء ہونے کی بشارت دی۔

("یا خدیجہ انت خیر امہات المومنین وافضلھن وسیدۃ نساء العالمین")

اے خدیجہ! تم مومنوں کی ماؤں میں سب سے بہتر اور افضل ہو اور عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ (مقتل الحسین جلد ۱ ابوالمؤید احمد الموفق احمد المکی الحنفی اخطب خوارزمی ص۲۵)

یہ امر کہ حضرت خدیجہ رسول اللہ کے عقد کے وقت دوشیزہ تھیں یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اجلۂ علمائے اسلام کی تحقیق ہے جس میں حسب ذیل حضرات

خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) شیخ مفید مسائل سرویہ میں (۲) شیخ ابوجعفر طوسی کتاب التلخیص میں (۳) سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کتاب شافی میں (۴) ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں (۵) محمد بن عبدالرحمٰن اصفہانی کتاب البدیع میں (۶) عماد الدین طبرسی الکامل البہائی (۷) ابوالقاسم کوفی کتاب الاستغاثہ میں

اسی طرح ان محققین نے وضاحت بھی کی ہے کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم، آنحضرت کی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ پروردہ تھیں دراصل یہ لڑکیاں ابوہند تمیمی کی بیٹیاں تھیں جو انکی زوجہ اول سے پیدا ہوئیں۔ ابوہند نے اپنی پہلی بیوی مرنے کے بعد ہالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجہ سے نکاح ثانی کیا اور یہ بچیاں انکی تربیت میں آئیں جب ہالہ کا شوہر ابوہند مر گیا تو حضرت خدیجہ نے اپنی بہن اور ان کے شوہر کی بچیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اسی زمانہ میں حضرت خدیجہ آنحضرت کے عقد میں آئیں چونکہ یہ لڑکیاں خانہ حضرت میں پلی تھیں اس لئے بنات خدیجہ اور بنات رسول کہلانے لگیں۔

شہرت عام نے مورخین عامہ سے یہ لکھوا لیا کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں تھیں لیکن جن مورخین نے تحقیق سے کام لیا وہ حقیقت کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوگئے جیسا کہ احمد البلاذری نے کتاب الاشراف میں لکھا ہے اور مولوی محمد انشاء اللہ صاحب محمدی صدیقی حنفی چشتی بدایونی نے اپنے رسالہ السر المختوم فی تحقیق عقد ام کلثوم میں ص۱۵ پر تحریر کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ کی چار بیٹیاں شہرت کی بنا پر لکھی ہیں ورنہ اگر روایات پر بنا رکھی جاتی تو اختلاف شدید کو دیکھتے ہوئے ہم یہ

کہنے پر مجبور ہوتے کہ تحقیق اور یقینی بات صرف یہی ہے کہ حضور ختمی مرتبت کی بیٹی بطن جناب خدیجۃ الکبریٰ سے فقط حضرت فاطمہ زہرا متولّد ہوئیں تھیں بس

اور اسی طرح علامہ مرزا معتمد خاں بدخشا فی اپنی کتاب رجاء الاثر ص۲۱۲ میں رقم طراز ہیں کہ جب محققین نے تحقیق تو معلوم ہوا کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں جب ہالہ کا شوہر مرگیا تو ان لڑکیوں نے رسول اللہ کے گھر میں پرورش پائی اس طرح سے دختران رسول مشہور ہوگئیں۔

(کتاب کربلا کی شیر دل خاتون)

(۹) شیعہ اور سنی اصحاب میں زمانہ قدیم سے یہ بحث چلی آرہی ہے کہ رسول خدا کی کوئی صاحبزادی بطن خدیجہ سے نہ تھی بجز سیدۂ عالم حضرت فاطمہ زہرا کے اور حضرات اہل سنت مصر تھے کہ دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کو رقیہ و ام کلثوم بیاہی گئیں اور چوتھی زینب نامی ابو العاص کے بیٹے سے بیاہی گئی۔

جہاں تک غیر متعصبانہ تاریخ کی تحقیق کی یہ ایک عام تاریخی غلطی صرف اس لئے نباہی گئی ہے تاکہ رسول خدا کے دامادی سے منزلت علوی کا مقابلہ کیا جائے پس جناب خلیفہ اول و دوم کو خسر ہونے کا شرف تھا تو خلیفہ ثالث صاحب کو دامادی کا شرف مل کر خاندانِ رسالت سے رشتہ داری قائم کی گئی حالانکہ نہ خسر بننے کا کچھ شرف تھا اس لئے دیگر ازواج بھی بے باپ پیدا نہ ہوئی تھیں اور نہ ایسی دامادی کا شرف ہے اس لئے کہ عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب اور ابو العاص بھی داماد جناب عثمان سے پہلے بن چکے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں حسب و نسب رشتہ داری کی اگر پرسش ہوتی تو رسول خدا کے چچا ابو

لہب بھی باوجود کفر کے سب سے پہلے بخش دیئے جاتے۔

اصل ایمان و عمل ہے جسکی وجہ سے مومنین حضرات کو ذاتِ علیؑ مرتضیٰ پر فخر ہے اور بجا فخر ہے اور خود علی و آل علی کو فخر رہا ہے۔ بس اس سے کچھ حاصل نہیں باوجود اس کے تاریخ بھی اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتی یہ ایک مسئلہ ہے جو بہت سے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے ہمیں یہ خیال ہوا کہ اس خاص موضوع پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں اور تعصب و عداوت سے کوئی تعلق نہ ہو بس تحقیق حق ہو۔

اولادِ رسولِ خدا

شیعوں کی متفقہ اور مسلمہ یہ تحقیق ہے کہ بطن جناب خدیجہ اور صلب حضرت رسول خدا سے تین صاحبزادے قاسم، طیب، عبداللہ اور ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ تھیں ایام رضاعت میں ان صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور چوتھا فرزند رسول خدا کا جناب ابراہیم ام المومنین ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے چھ ماہ یا کچھ کم وزائد زندہ رہے بس یہی اولادیں رسول خدا کے صلب اقدس سے پیدا ہوئیں حضرات اہل سنت اس بارے میں انتہا سے زائد مختلف ہیں (۱) شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۵۳۳ میں تحریر فرماتے ہیں جملہ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول خدا کی چھ اولادیں ہیں دو پسر قاسم ابراہیم اور چار دختر زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہؑ مذکورہ اولادوں کے علاوہ اختلاف ہے۔ بعض نے طیب و طاہر دو فرزندوں کا اور

اضافہ کیا ہے اس بنا پر آٹھ اولادیں ہوتی ہیں۔ چار لڑکے چار لڑکیاں، اور بعض نے علاوہ ابراہیم، قاسم، عبداللہ کو بھی پسران رسولخدا قرار دیا ہے چونکہ مدینہ طیبہ میں صغر سنی میں دنیا سے گذر گئے اور طیب وطاہر انہی کا لقب تھا اس لئے کہ ان کا تولد عہد اسلام میں ہوا تھا اور اکثر اہل النساب کا اسی پر اتفاق ہے اور اسی قول کو دار قطنی نے بھی ثابت کیا ہے اس بنا پر صرف سات اولادیں قرار پاتی ہیں پسر چار دختر مشہور اور زبان زد خلائق ہی ہیں اور سواہب لدینہ میں دار قطنی سے روایت ہے کہ طیب طاہر علاوہ حضرت عبداللہ کے ہیں پس اولاد ذکور پانچ قرار پائیں اور مجموع اولاد نو ہوئے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ طیب، مطیب ایک شکم سے پیدا ہوئے اور طاہر و مطہر دوسرے شکم سے اس قول کو صاحب صفوہ نے نقل کیا ہے اس حساب سے گیارہ اولادیں قرار پاتی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ بعثت سے قبل ایک صاحبزادہ پیدا ہوا جسکا نام عبد مناف تھا اس حساب سے بارہ اولادیں ہوئیں۔ علاوہ عبد مناف کے سب بعد بعثت متولد ہوئے ابن اسحاق نے کہا کہ علاوہ ابراہیم سب ہی قبل اسلام پیدا ہوئے اور ایام رضاع میں دنیا سے گذر گئے ابن اسحاق کے علاوہ یہ قول بھی بیان ہوا کہ عبداللہ بعد نبوت متولد ہوئے اور اسی لئے طیب وطاہر ان کا نام ہوا۔ حاصل اقوال یہ ہے کہ آٹھ ذکور جن میں متفق علیہ صرف قاسم و ابراہیم ہیں اور چھ مختلف فیہ عبد مناف، عبداللہ، طیب، مطیب، طاہر، مطہر لیکن واضح یہ ہے کہ تین ذکور یعنی قاسم، ابراہیم، عبداللہ اور چار دختر سب اولا جناب خدیجہ سے تھے علاوہ ابراہیم

(۲) اس پر اکتفا نہیں ہے علامہ ابن حجر اصابہ جلد ۸ ص۲۳ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت کی ایک صاحبزادی کا نام برکتہ ہے جنکا ذکر جامع رجال عمدہ حافظ عبدالغنی نے

کیا ہے جس میں لکھا ہے قاسم پہلے بطن حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے پھر برکتہ ان کے بعد زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم یہ لکھنے کے بعد ابن حجر صاحب کو غلطی کا احساس ہوا فرمایا ہم نے برکتہ کو قسم ثانی میں بنت رسول لکھدیا ہے اسکے بعد غلطی ظاہر ہوئی جو تحریف سے پیدا ہوئی کیونکہ برکتہ خادمہ تھی جو حضرت خدیجہ کی اولاد کی خدمت کیا کرتی تھی تو معلوم ہوا کہ اصل کتاب میں اسی طرح تھا جب اس سے نقل کیا تو اس میں تحریف ہو گئی جس سے اس نے سمجھا کہ برکتہ قاسم کی بہن ہے۔

(۳) روضۃ الاحباب ص۲۶ میں ترتیب اولاد رسول خدا اسطرح لکھی ہے۔ قاسم، عبداللہ، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ حضرات مذکورہ میں بقول انکے بجز حضرت ابراہیم سب بطن خدیجہ سے تھے اور بقول انکے قاسم و عبداللہ (طیب طاہر) کے بارے میں فریقین متفق ہیں اور فریقین کا مختار ہے کہ یہ دونوں صاحبزادے آنحضرت کے صلبی فرزند تھے۔ رہا اختلاف اولاد دختری میں لیکن پھر بھی ابن حجر کی تحقیق سے اختلاف ہی رہا باوجود اتفاق کہنے کے اولاً اس بات میں کہ عبداللہ جو متفق علیہ فرزند رسول ہے ان کا ذکر ہی ابن حجر نے نہیں کیا گویا اس نام کا کوئی فرزند بطن جناب خدیجہ سے تھا ہی نہیں۔

ثانیاً۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ جناب خدیجہ کے بطن سے آپکی دس اولادیں تھیں۔ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر برکتہ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم اور یہ روایت ترتیب روضۃ الاحباب کے بالکل خلاف ہے بلکہ تمام اہل سنت کے خلاف ہے۔

استعیاب ابن عبدالبر مغربی ص۴۷ میں لکھا ہے کہ رقیہ بنت رسول بطن

خدیجہ بنت خویلد سے تھیں انکا ذکر پہلے ہوا زبیر اور انکے چچا مصعب کا قول ہے کہ وہ آنحضرت کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں علامہ جرجانی نے اسکی تصحیح کی ہے۔

قابل لحاظ یہ بات ہے کہ روایت اصابہ میں جناب فاطمہ اور ام کلثوم میں خوردی بزرگی کا اختلاف تھا ابن عبد البر نے ایک میں اختلاف پیدا کیا انھوں نے فاطمہؑ اور رقیہ کے مابین خوردی و بزرگی کا اختلاف کردیا اور اسکی تصحیح و تصدیق کی اور اپنا مختار قرار دیا اور اس کو معتبر و متواتر فرمایا چنانچہ بذیل حالات حضرت خدیجہ فرماتے ہیں۔ ابن کلبی کہتے ہیں کہ زینب پھر قاسم پھر ام کلثوم پھر رقیہ پھر عبد اللہ اور انھیں کو طیب و طاہر کہتے ہیں اور ابن کلبی کہتے ہیں کہ یہی ترتیب صحیح ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے غلط ہے۔

یہ اکابر مورخین و اہل سیر کے اختلاف تھے اولاد رسول اور انکی ترتیب پیدائش میں جسکی تصحیح نہ ہو سکی تو کیا ثبوت اس بات کا کہ اولاد صلبی اور ربیبہ میں امتیاز و فرق کیا ہو بجز جناب سیدہ کوئی دختر نہ تھی۔ جو کچھ بیان اختلاف اولاد رسول سے تحقیق مورخین و انساب اہل سنت کی بے اعتباری معلوم ہوتی رہی کافی تھی لیکن دوسرے اسباب و وجوہ بھی اس بات کا یقینی ثبوت ہیں کہ یہ تینوں مخدرات بیبیہ رسول خدا تھیں۔

دولابی نے ذکر کیا ہے کہ رقیہ کا عقد حضرت عثمان کے ساتھ جہالت کے زمانہ میں ہوا تھا۔ اور غیر دولابی نے لکھا ہے کہ بعد اسلام عقد ہوا شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ صفحہ ۱۴۸ جناب دولابی کا جو پایہ تحقیق و تدقیق اہل تاریخ میں ہے وہ محتاج تعارف نہیں ہے بیشک یہی صحیح ہے لیکن مورخین کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ

رقیہ کا عقد جاہلیت و کفر میں عتبہ بن ابو لہب کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ وہی عتبہ ہے کہ جس نے جناب رسول خدا کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا تھا جب اس نے رقیہ کو ترک کیا اس وقت جناب عثمان کے ساتھ عقد ہوا۔ یہ دونوں عقد اس بنا پر زمانہ جاہلیت و کفر ہی میں واقع ہوئے زائد برایں یہ خبر احاد جو عتبہ اور رقیہ کی علیحدگی کے متعلق کتب میں درج ہے کہ بسبب اسلام رسول رقیہ کو ابو لہب نے اپنے فرزند سے افتراق کرایا اس کے بعد عثمان کے ساتھ عقد ہوا یہ خبر ضعیف و غیر معتبر اور خبر واحد کی وجہ سے ناقابل اعتبار بھی جائے اور علت افتراق کچھ اور ہی ہوا س سے زائد اور کوئی خرابی نہیں آسکتی۔ تو اولاً زمانہ کفر میں ایک عورت کا دو کافروں سے یکے بعد دیگرے عقد ہونا کوئی فضیلت و عزت کی بات نہیں لیکن یہاں بحث اسکی نہیں ہے بلکہ دختر رسول خدا البطن جناب خدیجہ کے ہونے کی بحث ہے۔

اب غور کے قابل بات یہ ہے کہ جناب عتبہ کے جب عقد میں آپ آئی ہونگی تو آپ نابالغہ ہونگی دور جب عقد جناب عثمان میں آئیں تب بھی بالغہ تھیں اور یہ سب واقعہ بعثت سے قبل کے ہیں دولابی صاحب کی روایت کی تصدیق نہ کیجائے تب بھی عتبہ کے ساتھ تو عقد ہونا مسلم ہے کل مورخین اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بالغ تھیں۔

اصابہ جلد ۸ صفحہ ۸۳ میں مرقوم ہے کہ رقیہ کا عقد بعثت و نبوت سے پہلے عتبہ بن ابو لہب کے ساتھ ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ بالغہ تھیں جب عقد عتبہ بن ابو لہب میں آئیں جب عتبہ سے علیحدگی ہوئی تو اس کے بعد وہ رقیہ عقد جناب عثمان میں آئیں رقیہ اور ام کلثوم کے چھوٹے بڑے ہونے میں بھی کچھ اختلاف ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ زینب دونوں سے بڑی تھیں۔

اب ذرا غور تو کرو کہ بعثت سے کئی سال قبل جناب خدیجہ کا رسول خدا سے عقد ہوا
اور یہ تین تین جوان لڑکیاں جو دو دو مرتبہ بیاہی گئیں اور بعثت سے پہلے ہی پیدا ہوئیں
اور پھر دعویٰ یہ تینوں صلب جناب رسول خدا اور بطن جناب خدیجہؓ سے تھیں کوئی بھی
عقل کی بات ہے، اور امکان بھی ہے کہ نہیں۔

استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۹۰ میں ہے کہ ام کلثوم بنت رسول اللہ کی ماں خدیجہ بنت خویلد تھیں
انکی پیدائش حضرت فاطمہ اور رقیہ سے پہلے ہوئی جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے اگر علمائے
انساب و اخباران کے تابعین نے مصعب کے اس قول سے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ اختلاف
ہے وہ آنحضرت کی خورد سال صاحبزادیوں میں اور وہ اختلاف بہت ہے اور بڑی صاحبزادی میں اختلاف بہت کم ہے اور صحیح یہ ہے کہ زینب سب لڑکیوں میں بڑی تھیں
جیسا کہ ان کے حالات سے ثابت ہوتا ہے اسمیں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ عثمان نے
ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بیاہا ہے اور یہ امر انکے اقوال پر دلیل ہے جنھوں نے مصعب سے اختلاف
کیا ہے کیونکہ یہی بین الخواص والعوام ہے کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے ہوا کرتی
ہے واللہ اعلم اس روایت نے بالکل صاف کر دیا کہ رقیہ و ام کلثوم سے سن میں بڑی تھیں اور
دونوں بعثت سے پہلے بالغ ہوئیں اور ایک بار نہیں دو بار بیاہی گئیں پہلے عتبہ کے ساتھ
پھر جناب عثمان کے ساتھ بعثت کے پہلے ہی۔ اب کون خارج از عقل ایسی بعید از قیاس
ڈھیل بات کہہ سکتا ہے کہ دس سال کی مدت میں تین صاحبزادیاں پیدا بھی ہوئیں جوان
بھی ہوں اور دو مرتبہ بیاہی بھی جائیں۔

بربناء اصابہ جلد ۲ صفحہ ۹۱ زینب سب سے بڑی لڑکی تھیں اور سب بہنوں سے پہلے ان کی
شادی ہوئی نبوت کے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔

علمائے اہل سنت نے تینوں صاحبزادیوں کی قبل از بعثت ولادت و بلوغ
اور دو دو شادیاں بیان کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ تفاوت عمر کو بھی بیان کیا ہے
جبکہ آپ کی عمر تیس سال تھی تو زینب پیدا ہوئیں اور ۳۳ تینتیس سال کی عمر میں رقیہ کی
ولادت ہوئی اسکے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بالاتفاق فریقین چالیس ۴۰ سال کی عمر
میں بعثت ہوئی تو اب دس ہی سال باقی بچے بعثت سے قبل تینوں جوان ہوئیں دو
مرتبہ شادیاں ہوئیں رقیہ جو تینتیس سال کی عمر میں پیدا ہوئیں انکی عمر بوقت بعثت رسول خدا
سات سال کی ہوئی۔ اور اسی سات سال میں انکو بلوغ ہوا عتبہ سے شادی بھی ہوئی طلاق
بھی ہوئی اور پھر عثمان سے دوسرا عقد بھی ہو گیا۔ اور ام کلثوم ان سے بھی چھوٹی
تھیں تو ظاہر ہے کہ رقیہ سے ایک سال تو چھوٹی ہوں گی یہ چھ سال میں جوان
ہوئیں اور دو دو شادیاں بھی ہوئیں کیا کوئی صحیح الدماغ اسکو باور کر سکتا ہے
بالاتفاق مورخین پچیس سال کی عمر میں رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ سے ہوا
اور چالیس سال کی عمر میں حضرت کی بعثت ہوئی پندرہ سال میں سات اولادیں
زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ قاسم طیب عبداللہ پیدا ہوں یا جن مورخین نے گیارہ
اور بارہ۔ اور نو یا آٹھ یا اختلاف روایات اولادیں قرار دیں کیا یہ ممکن ہے کہ اتنی
اولادیں پیدا ہوں تین جوان ہوں اور دو مرتبہ بیاہی جائیں۔ جناب سیدہ کی
عمر بوقت عقد پندرہ سال چھ ماہ کی تھی جیسا کہ بخاری و زرقانی۔ شرح مواہب لدنیہ
اصابہ۔ تاریخ خمیس۔ روضۃ الاحباب۔ مدارج النبوۃ۔ ازالۃ الخلفاء وغیرہ میں
ہجرت کے دوسرے سال اور بعثت سے دس سال سات ماہ بعد اس لئے کہ حضرت علی
کی بوقت نکاح اکیس سال پانچ ماہ کی تھی اور ولادت ان جناب کی بقول ابن حجر

دس سال قبل بعثت ہوئی جسکو ابن حجر نے راجح قرار دیا ہے اس حساب سے ولادت جناب سیدہ بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی اور بروایت ابن حجر کلثوم جناب سیدہ سے بھی چھوٹی تھیں اگر سال پیچھے ولادت کے قائل ہوں تو ام کلثوم کی عمر چار سال بعثت کے وقت معلوم ہوتی ہے اور بروایت استیعاب و جرجانی رقیہ سب سے چھوٹی اولاد ہونے پر اس سال کی چھوٹائی بڑائی میں بعثت کے وقت تین سال رہی جاتی ہیں۔ اور مورخین شیعہ سنی متفق علیہ ہے کہ رقیہ و ام کلثوم کی شادیاں قبل بعثت رسول اول عتبہ و عتیبہ سے ہوئیں پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے تو اس حساب سے تین اور چار سال کی عمروں میں یہ دونوں بالغ بھی ہوئیں دو دو شادیاں بھی ہوئیں کیا کسی باحواس آدمی کی یہ سمجھ میں آسکتا ہے اور اگر ابن کلبی کا قول نہ مانا جائے اور رقیہ کو اصغر اولاد نہ گنیں تو جناب سیدہ اصغر اولاد ہونگی اور رقیہ اور ام کلثوم بڑی تب ایک چھ سال اور دوسری سات سال کی وقت بعثت ہوئیں اور بلوغ و عقد و طلاق و عقد ثانی سب کچھ اسی چھ سال میں ہوا اگر رسول اللہ کی کرامت کہا جائے تو ممکن ہے ورنہ خلل دماغ ہے۔

بقول زبیر اگر ترتیب اس طرح سے ہو کہ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر زینب پھر عبداللہ جن کو طیب و طاہر کہتے ہیں جو بعد نبوت پیدا ہوئے پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ (استیعاب صفحہ ۳۹) اس قول کی بنا پر ادر لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں عتبہ و عتیبہ کے ساتھ شادیاں ام کلثوم رقیہ کی جو متفق علیہ بین الفریقین ہیں بعد بعثت ہوں گی دو دو کافروں کے ساتھ ان دونوں کا اسلام کی حالت میں عقد ہوا پھر دونوں سے طلاق ہوئی پھر حضرت عثمان سے عقد ہوا کب پیدا ہوئیں کب بالغ ہوئیں کس وقت دو دو

بیاہ ہوئے اس لئے کہ عبداللہ کے بعد سے سب اولادیں بعد بعثت ہوئیں اس کے علاوہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے بیاہ دینا کتنا بڑا الزام ہے رسول اللہ پر یہی اشکال یہاں ہوگا۔

کلبی صاحب کا بیان صحیح ہے تو سب سے پہلے زینب پھر قاسم پھر کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ پھر عبداللہ جن کو طیب و طاہر کہتے ہیں پیدا ہوئے (استیعاب صفحہ ۳۹) تو کہنا پڑے گا کہ چھوٹی بیٹی رقیہ کا عقد کفر کی حالت میں دو کافروں عتبہ و جناب عثمان سے قبل بعثت کر دیا جائے اور بڑی بیٹی فاطمہ کا عقد سالہا سال بعد مکہ سے ہجرت کے دوسرے سال کیا جائے مدینہ منورہ میں اور غیر متعارف اور دور از قیاس بات رسول سے ظہور میں آئے جیسا کہ رقیہ اور ام کلثوم کی عمروں کے بارے میں علامہ عبدالبر نے اشکال کیا ہے یہی اشکال یہاں ہوگا۔

جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔ اس امر میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان نے ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بیاہا اور یہ ان لوگوں پر دلیل ہے جو مصعب کے مخالف ہیں کیونکہ متعارف یہی ہیں کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے کر دیجاتی ہے (استیعاب جلد ۲ صفحہ ۹۲) جناب بخاری نے حضرت عثمان کی ہجرت کو بعد نزول آیتہ و انذر عشیرتک الاقربین نقل فرمائی ہے اور نزول اس آیتہ کا بعثت سے چوتھے سال مکہ معظمہ میں ہوا (دیکھو تاریخ طبری مسند امام احمد بن حنبل، معالم التنزیل، ابوالفداء، کامل الجزری خصائص نسائی) اور مصعب و دیگر اصحاب علم انساب کا قول ہے کہ رقیہ عتبہ بن ابی لہب کی بی بی تھیں اور ام کلثوم عتیبہ پسر ابولہب کے اور جب حمالۃ الحطب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا تم دونوں محمد کی بیٹیوں سے جدائی اختیار کرو اور ابولہب نے بھی کہا میرا اور

ان کا اکٹھا رہنا اب حرام ہے اگر تم دونوں نے جدائی اختیار نہ کی تو ہم تم دونوں کو چھوڑ دیں گے ابن شہاب نے کہا کہ اسکے بعد رقیہ کا عقد حضرت عثمان سے ہوا اور وہ حضرت عثمان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں (استیعاب صہ ۴۴۷)

بخاری اور استیعاب کی روایت ملانے سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک ام کلثوم کا عقد حضرت عثمان سے نہیں ہوا تھا اس لئے کہ رقیہ کے مرنے کے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا جبشہ تو رقیہ ساتھ گئی تھی۔ انکی واپسی پر رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا ہوگا اگر بخاری صاحب کی روایت جھٹلانے کی کس میں ہمت ہے تو بروایت طبری۔ خمیس و روضۃ الاحباب، کامل، انوار الفدا، وغیرہ ہجرت حبشہ پانچویں سال نبوت کے اعلان کے واقع ہوئی۔ اور یہی قرین قیاس بھی ہے اس لئے کہ تین سال بعثت کے بعد رسول خدا پوشیدہ رسالت کی تبلیغ کرتے تھے اور چوتھے سال اعلان سے قبیلہ کو دعوت دی اور پانچویں سال بعثت کے سورۂ تبت یدا اگر نازل نہیں ہوئی اور دعوت قریش کے بعد ہی ابولہب نے طلاق دلادی اور سورہ بھی اسی وقت نازل ہوگیا تو چار سال بعد اظہار نبوت عثمان کی شادی رقیہ کے ساتھ ہوئی اور پانچویں سال ہجرت حبشہ تو ظاہر ہے کہ پانچ سال اعلان نبوت تک ام کلثوم کا عقد عثمان سے نہیں ہوا پھر وہ ہجرت حبشہ سے جب واپس آئے ہوں گے اس کے بعد عقد ہوا ہو گا۔

اور یہ روایت بھی غلط مانی جائے اور ابن حجر صاحب کی روایت کو اصح روایات قرار دیا جائے تو فرماتے ہیں کہ " اسما بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ کہ میں اپنے باپ کیلئے کھانا غار پر لے جاتی تھی جبکہ وہ رسول خدا کے ساتھ غار

میں پوشیدہ تھے تو عثمان نے اجازت طلب کی وہ حبشہ ہجرت کریں حضرت نے اجازت دی میں کھانا لیکر گئی تو آپ نے پوچھا عثمان اور رقیہ کیا ہوئے میں نے بتایا وہ حبشہ ہجرت کر گئے آپ نے ابوبکر سے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے بعد ہجرت کی۔ (اصابہ صہ ۴۸۱) یا اور بھی مصیبت نازل ہوئی کہ اس کے رسول اللہ کی ہجرت مدینہ کی طرف شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول سنہ ۱۳ بعثت تھی یعنی بعثت کا تیرھواں سال (سیرت النبی) اس وقت حضرت رقیہ ساتھ حبشہ گئیں تو ماننا پڑے گا کہ اس وقت تک ام کلثوم کا عقد جناب عثمان سے نہیں ہوا تھا اس سے زائد قیامت کا مضمون یہ ہے سد ابواب مسجد کا حکم ناطق دربار رسالت سے جاری ہوا ہے اور جناب عثمان نے اپنا دروازہ مسجد رسول کا بند کیا ہے اس وقت بھی جناب رقیہ موجود نظر آتی ہیں جو عقد جناب سیدہ کے بعد کا واقعہ ہے سنہ ۲ ہجری میں جناب سیدہ کی شادی ہوئی ہے۔ بخاری، زرخانی، شرح مواہب المدینہ، اصابہ، خمیس، روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ، ازالۃ الخلفاء۔

اور بعد شادی کے جناب امیر علیہ السلام حارثہ بن نعمان کے مکان میں مدینہ میں رہتے تھے پھر رسول خدا کے گھروں کے درمیان گھر امیر المومنین کا ہوا اگرچہ اس امر کا ہمیں سے پتہ نہیں چلتا کہ رسول خدا نے کس زمانہ میں امیر المومنین کا گھر تبدیل کیا لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ سد ابواب مسجد کا اس وقت حکم ہوا ہے جب امیر المومنین جناب سیدہ کے درمیان میں رسول خدا کے گھروں میں تشریف رکھتے تھے اور اس وقت رقیہ جناب عثمان کے ہمراہ بھی مسجد سے متصل کسی مکان میں تھیں حذیفہ بن اسید بن غفاری سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اصحاب نبی جب وارد مدینہ ہوئے تو

ان کے گھر نہ تھے جس میں وہ شب کو رہا کرتے اس لئے سب مسجد ہی میں رہتے
تو حضرت نے ان سے کہا تم لوگ مسجد میں نہ سویا کرو ایسا نہ ہو محتلم ہو اس کے بعد
لوگوں نے گرد مسجد کے مکان بنوا لئے تھے اور دروازے مسجد کی طرف قرار دیئے
حضرت نے معاذ بن جبل کو ان کے پاس بھیجا انھوں نے ابو بکر کو آواز دی اور کہا
رسول اللہ تم کو حکم دیتے ہیں کہ مسجد سے نکل جاؤ ابو بکر فوراً نکل گئے اور دروازہ
بند کر لیا پھر عمر سے کہا انھوں نے بھی فوری تعمیل کی مسجد سے نکل گئے مگر
دریچے کی اجازت چاہی معاذ نے یہ پیغام عمر کا رسول خدا کو پہونچا دیا پھر عثمان پھر
کو یہ حکم دیا حالانکہ ان کے پاس رقیہ تھیں عثمان نے بھی کہا سمعاً و طاعۃً
دروازے بند کر لئے اور مسجد سے باہر چلے گئے (الحدیث مناقب المغازلی)
اس سے صاف واضح ہوا کہ سد باب مسجد کے وقت تک رقیہ زندہ تھیں
کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان نے ام کلثوم سے عقد بعد رقیہ کیا لہٰذا ان کو
استیعاب جلد ۲ صفحہ ۳) اب دیکھو ان مذکورہ روایات کو جو بتاتے ہیں کہ رقیہ
ام کلثوم کا عقد زمانہ جہالت میں حضرت عثمان کے ساتھ ہوا قبل از بعثت ہی
ہم اوپر تذکرہ کر آئے ہیں کہ اہل سنت مورخین رسول اللہ کی اولاد پانچ سے
تیرہ تک بتاتے ہیں جیسا کہ اس کتاب میں بھی ہے مصباح الہدایت حصہ سوم
بنات النبی وغیرہ میں

اب غور طلب امور یہ ہیں

(۱) یہ معلوم نہیں کہ رسول خدا کی کتنی اولادیں تھیں

(۲) یہ معلوم نہیں کتنے لڑکے اور کتنی لڑکیاں تھیں

(۳) یہ معلوم نہیں لڑکوں کے کیا نام تھے

(۴) یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کی ولادت قبل بعثت ہوئی اور کس کی بعد بعثت

(۵) یہ معلوم نہیں شادیاں کس کی کب ہوئیں

(۶) یہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت حبشہ کب ہوئی اور رقیہ کب تک زندہ رہیں

(۷) یہ معلوم نہیں کہ ان میں بڑا کون تھا اور چھوٹا کون تھا۔

مگر ایسے متضاد و مختلف واقعات اور نامربوط و مہمل تحقیقات کے باوجود دعوے
اصرار کے ساتھ کہنا کہ تینوں بیٹیاں رسول زادیاں ہیں اور بطن جناب
خدیجہ سے تھیں۔
واقعہ یہ ہے کہ تاریخی دھاندلی اس وجہ سے کی گئی کہ کسی نہ کسی طرح سے حضرت
امیر عثمان ذو النورین بنا دیں۔ ہمارے خیال میں حضرت رقیہ و ام کلثوم کے مسلمان
ذو النورین کہنا مناسب نہیں ہے اگر ان کی وجہ سے ان کا خاوند ذو النورین
ہوا تو ان میں سے ہر ایک کا فرشوہر ذو النور تو ضرور ہوا کیونکہ نور تو ویسا کا ویسا
رہا کافر خاوند ہونے کی وجہ سے عورت کے نور سے ہونے میں کوئی فرق نہیں
پڑا۔ یہ سب محالات عقلیہ اور خرافات تاریخیہ صرف اس بنا پر ہیں کہ بہتوں کو دختران
رسول ثابت کیا جائے اور اگر تحقیق شیعہ کو تسلیم کیا جائے تو نہ کوئی محال عقلی لازم
آتا ہے اور نہ تاریخی۔ وہ بے شک رسول کی ربیبہ تھیں اور جناب خدیجہ کے بطن سے
بھی نہ تھیں، رسول خدا نے بہ ہزار شفقت و محبت انکی پرورش و تربیت کی — اور
شادیاں کیں۔

جس سے تمام دشواریاں رفع ہو جاتی ہیں بات یہ ہے کہ معاویہ شاہی حدیثوں نے

تاریخی و روایتی روایات کا ملیامیٹ کر دیا اور کوئی امتیاز و علامہ
صداقت کی احادیث و اخبار اہل سنت میں باقی نہیں چھوڑی۔ ورنہ خو
کہ کیا معیار ہے اور کیا علامات اس کے ہیں کہ یہ معاویہ شاہی ہے او
غیر معاویہ شاہی

احادیث سدّ الابواب مسجد میں ایک وہ حدیث بھی ہے جس کو محمد بن حس
زبالہ اور یحییٰ نے (مصنف اخبار مدینہ) اپنی سند سے روایت کیا ہ
ایک صحابی سے ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے یکایک ایک منادی نے آواز
ایہا الناس اپنے اپنے دروازے بند کر لو سب نے سنا اور کسی نے حرکت نہ
دوسری مرتبہ پھر اس نے ندا کی مگر کوئی جگہ سے نہ اٹھا اور ہر ایک کہنے لگا
کیا مطلب؟ تیسری مرتبہ منادی نے آواز دی ایہا الناس اپنے اپنے درواز
بند کر لو اس سے قبل کہ تم پر عذاب آ جائے یہ سن کر سب جلد جلد اٹھے اور حضر
حمزہ اپنی ردا کھینچتے ہوئے اٹھے ہر شخص کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ابوبکر و
عثمان کا اس وقت علی آ کر بالین رسول خدا کے کھڑے ہو گئے حضرت نے جناب امیر
فرمایا تم کو کس بات کا غم ہے گھر جاؤ اور دروازہ بند کرنے کا حکم نہ دیا ہم لوگو
نے دروازہ بند کر لیا اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا حالانکہ وہ ہم سب سے چھوٹے
بعض نے کہا بوجہ قرابت چھوڑ دیا تو دوسروں نے کہا حضرت حمزہ تو ان سے زیا
قریب ہیں کیونکہ رضاعی بھائی بھی ہیں اور چچا بھی بعض نے کہا کہ حضرت نے ا
بیٹی کے خیال سے چھوڑ دیا۔ الحدیث وفا الوفا اخبار دار المصطفےٰ ص ۲۹
جلد اول ۱۳۲۶ھ ہجری۔

اس حدیث سے زائد واضح و روشن کون سی حدیث ہوگی جس میں صاف بتایا ہے
کہ رسول زادوں بجز فاطمہ زہرا کوئی نہ تھی ورنہ جس طرح سے جواب دینے والے نے
عزیز داری میں حضرت حمزہ کی نظیر پیش کی تھی کوئی صحابی تو یہ کہتا جب یہ کہا کہ
حضرت نے اپنی بیٹی کے خیال سے چھوڑ دیا تو جواب دیتا تھا کہ رسول خدا کی بیٹی رقیہ
بھی ہیں جو گھر میں عثمان کے موجود ہیں مگر کسی کے منہ سے نہ نکلا اس لئے کہ وہ
سب جانتے تھے کہ رقیہ صلبی بیٹی رسول اللہ کی نہیں ہے بیٹیوں کا قصہ معاویہ کے
دور کی پیداوار ہے۔

اگر کہو کہ رقیہ وہاں موجود نہ تھیں تو یہ بھی غلط ہے چنانچہ ابن المغازلی والی
روایت میں صاف موجود ہے کہ "پھر عثمان کو یہ حکم ملا حالانکہ ان کے پاس رقیہ
تھیں۔

ہم یہاں ہند ابی ہالہ کو پیش کرتے ہیں ہند ابی ہالہ آپ کے ربیب تھے وہ کہتے ہیں کہ
میں سب لوگوں سے از روئے باپ ماں بھائی بہن افضل ہوں اس لئے کہ میرے
باپ رسول خدا ماں خدیجہ بھائی قاسم اور بہن فاطمہ ہیں (معارف ابن قتیبہ
ص۴۳ روضۃ الاحباب ص۵۵)

اس حدیث سے ایک بات معلوم ہوئی کہ ہند باوجود ربیب ہونے کے حضرت
رسول خدا کی ابوت پر فخر کرتے ہیں اسی طرح رقیہ کلثوم زینب کا باوجود ربیبہ ہونے
کے رسول خدا کو باپ کہنا اور فخر کرنا اگر تاریخ سے ثابت ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے
اور اس بنا پر دختر صلبی کیوں قرار پائیں گی۔

دوسرے یہ ہے کہ ہند بن ابی ہالہ کا جناب سیدہ اور حضرت قاسم پر افتخار کرنا اور

کسی بہن بھائی کا نام نہ لیا کافی ثبوت ہے کہ کوئی لڑکی بطن جناب خدیجہؑ رقیہ وام کلثوم، زینب نام کی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ صاحب رسول خداؐ ورنہ ہندان پر بھی فخر کرتے اور نام لیتے۔ ہند نہایت فصیح و بلیغ تھے جناب امیرؑ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہو کر شہید ہوئے صحابی تھے ربیب رسول خدا تھے انکی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی۔

کتاب الانوار والبلاغ میں تصریح ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں ہالہ خواہر حضرت خدیجہ کی اولادیں تھیں۔"

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بجز زینب و رقیہ اور ام کلثوم نام کی کوئی رسولؐ خدا کی صاحبزادی نہ تھیں ورنہ صاحب کتاب الانوار البلاغ ضرور تبلاتا کہ رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں ہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہوگیا علاوہ اس کے جو حقیقت تھی لکھدی۔

جب آیۂ تطہیر کا نزول ہوا تو تمام مفسرین محدثین و مورخین کا اتفاق ہے کہ بجز امام حسنؑ امام حسینؑ جناب امیرؑ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اجمعین زیر چادر تطہیر کوئی نہ تھا۔

مسند احمد بن حنبل۔ طبرانی۔ تاریخ طبری۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر ثعلبی معالم التنزیل ابن مردویہ۔ طبقات ابن سعد۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی مستدرک حاکم۔ صحیح بخاری۔ کتاب الفردوسی۔ دیلمی۔ کتاب المختصر من المختصر من مشکل الاثار، ینابیع المودۃ۔ اب فرمایئے کہ زینب رقیہ ام کلثوم اور ام ذوالنورین نے کیا قصور کیا تھا اگر وہ اولادیں ہوتیں تو ضرور بلائی جاتیں اگر

گھر میں تھیں تو آدمی بھیج کر بلایا جاتا بتلاتا ہے کہ رسول خدا کی صلبی بیٹیاں نہیں تھیں۔

آیۂ مباہلہ میں بجز امام حسن و امام حسین اور جناب سیدہ اور حضرت علی "نسائنا اور انفسنا" میں بجز سیدۂ عالم اور حضرت علیؑ خدا نے کسی کا ذکر نہ فرمایا۔ صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، مسند احمد بن حنبل، مستدرک علی الصحیحین الحاکم، صواعق محرقہ، کنزل العمال، دارقطنی، ینابیع المودۃ، ابن مردویہ، ابوالعیلیٰ، محمد بن احمد کوفی، اجران العراقی، حافظ ابوقیم یحییٰ بن اسود نے اس کو اپنے مؤلفات میں نقل کیا ہے۔

اب غیر مسلم کی طرف آئیے۔

شکاگو یونیورسٹی کے استاد پروفیسر میک ڈانلڈ، پرافٹ آف اریبیا مطبوعہ شکاگو ۱۹۰۹ء۔ مسٹر ڈی، ایم جارج۔ اسلام اے گریٹ۔ ریلیجن آف دی ورلڈ مطبوعہ لندن ۱۹۳۶ء۔ یہودی ڈاکٹر شائل گروف پروفیسر آف فلاسفی دی ارے بین ریفارمر مطبوعہ واشنگٹن امریکہ جلد ۴ ۱۹۴۵ء۔ قرآن کریم کا مسیحی مفسر پادری سیل۔ ہندو لالہ جے کرشن جگت رسالہ عرب کا مہارشی مطبوعہ فیروزپور ۱۹۴۱ء

رسول خدا نے رقیہ ام کلثوم زینب اور ان کے شوہر عقبہ عتیبہ ابوالعاص جناب عثمان کا کہیں تذکرہ بیٹی داماد میں نہیں کیا جس سے کوئی رشتہ رسول خدا کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔

آیت مودۃ "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اس آیت

ہیں جن کی محبت فرض امت پر قرار پائی وہ بھی یہی حسنؑ حسینؑ علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ تفسیر امام واحدی۔ امام احمد بن حنبل۔ ابن ابی حاتم۔ طبرانی۔ حاکم۔ دیلمی ثعلبی رقیہ ام کلثوم و زینب اگر دختران رسول ہوتیں تو بے شک انکی محبت بھی فرض ہوتی اور کسی حدیث میں ان کا ذکر ہوتا قرابت داروں میں۔

اگر رقیہ، کلثوم، زینب اولاد رسول اللہ کی ہوتیں تو علماء محدثین انکو بھی آل رسول میں شامل کرتے برخلاف اس کے آل رسول مخصوص کئے گئے امام حسنؑ اور امام حسینؑ حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا سے چنانچہ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی کی رائے ہے کہ آل کے تمام معنی ان چار ذوات مقدسہ میں مجتمع ہیں یہی آنحضرت کے اہل بیت ہیں انھیں پر صدقہ حرام ہے اور یہی آنحضرت کے دین کے کامل طور پر پیرو ہیں اور یہی رسول کے دین پر چلنے والے ہیں لہٰذا آل کا اطلاق انھیں پر حقیقتاً ہو سکتا ہے اور غیر پر مجازاً اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے (مطالب السئول)

هو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً و صهرا

محمد بن سرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں نازل ہوئی ہے نسباً حضرت علی ابن عم رسول ہیں اور بوجہ شوہر ہونے حضرت فاطمہ کے داماد ہیں (کفایت الطالب النص الجلی) دامادی رسول کی اور رشتہ داری رسول کی عظمت ہو کہ قرآن مجید اس کا ذکر کرے لیکن اس دامادی اور رشتہ داری کے سوا اور کسی رشتہ داری و دامادی کا اچھا برا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہ ہو۔ ائمہ اہل حدیث نے اسکی تصریح کی ہے کہ نکاح میں کوئی مخلوق اہل بیت کا کفو نہیں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ رسول خدا

کے خصائص میں سے یہ ہے کہ انکی اولاد کا کوئی کفو نکاح کے لئے مخلوق میں نہیں ہو سکتا۔

خود رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔ (فردوس دیلمی)

اب ذرا غور کرو رسول خدا کا یہ ارشاد گرامی اور علماء اہل سنت کا اتفاق تو کیا عتبہ عتیبہ کفو اولاد رسول کے تھے یا ابوالعاص ان کافروں کے ساتھ رقیہؔ زینب ام کلثوم کی شادی متفق علیہ ہے پھر یہ کفو والے احادیث و اقوال یا غلط ہیں اور یا یہ غلط ہے کہ ان تینوں میں ایک بھی صلبی اولاد رسول کی نہ تھی۔

حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ ہر ایک سبب و نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب و سبب اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے لئے عصبہ باپ کی کیطرف سے ہوتے ہیں بجز اولاد فاطمہ کے کہ جس کا باپ اور عصبہ میں ہوں (مستدرک حاکم۔ تاریخ ابن عساکر حلیۃ الاولیا۔ کتاب الموافقہ ابن اسحاق۔ نیابعات مسلم۔ سنن دارقطنی۔ معجم طبرانی شعب الایمان بہیقی۔ مناقب ابن المغازل۔ ذریت طاہرہ دولابی۔

اب ہمیں سارا ابوالعاص عتبہ عتیبہ ایسے کافروں کا سبب و نسب رسول خدا سے قیامت کے روز تک باقی ہے یا منقطع اگر یہ سبب صہریت کا قیامت کے روز تک باقی ہے تو باوجود کفر سب جنتی ہیں جیسا کہ احادیث کثیرہ میں مروی ہے لیکن چونکہ رسول سے ان نے صہریت و سبب کچھ نہ تھی۔ اس لئے ان احادیث میں انکا ذکر نہیں ہے اور جب ان سے صہریت نہیں تو حضرت عثمان سے کونسا

رشتہ ناتہ ہوگا انھیں کفار کی بیٹیاں توان کے عقد میں آئی تھیں۔

بعد سقیفہ جب جناب امیر دربار خلافت میں لائے گئے تو جناب امیر نے پوچھا مجھکو کیوں بلایا گیا۔ حضرت عمر بولے کہ اس لئے کہ سب نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے آپ بھی بیعت کر لیں۔

جناب امیر۔ جس دلیل سے تم نے انصار پر فوقیت حاصل کی اور اس منصب کو حاصل کیا اسی کو میں تم پر حجت میں پیش کرتا ہوں سچ سچ بتاؤ آنحضرت سے قریب تر کون ہے۔

جناب عمر۔ جب تک تم بیعت نہ کروگے ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت امیر۔ پہلے میری بات کا جواب دو پھر بیعت طلب کرو۔

ابوعبیدہ۔ اے ابوالحسن تم بسبب سابقیت اسلام اور فضل قرابت قریبہ آنحضرت حکومت وخلافت کے لائق ہو لیکن جب صحابہ نے جناب ابوبکر سے بیعت کر لی ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ بھی موافقت کر لیں۔

حضرت امیرؑ۔ تم آنحضرت کے ارشاد کے مطابق اپنی سچائی سے اس امت کے امین ہو کیا اس فکر میں ہو کہ خدا نے جو مواہب وکرامات خاندان نبوت میں عطا فرمائے ہیں اور دوسری جگہ منتقل کر دو مہبط قرآن و وحی اور امور امر و نہی اور منبع فضل و علم اور معدن عقل و حلم ہم لوگ ہیں اور ان امور کی وجہ سے خلافت و امارت کے حقدار ہیں۔

بشیر بن سعد انصاری۔ اے ابوالحسن جن باتوں کو تم آج ظاہر کر رہے ہو اگر پہلے سے معلوم ہوتیں تو بلا کسی قصیہ وقصہ کے تم سے بیعت کر لی جاتی تم

گھر میں بیٹھے رہے لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ تم خلافت سے کنارہ کشی کرتے ہو جب مسلمانوں کی جماعت نے کسی دوسرے کو قبول کر لیا تو آج کہنے بیٹھے ہو۔

جناب امیرؑ۔ اے بشیر کیا تمھاری نظر میں یہ جائز تھا کہ میں جسد اطہر رسولؐ کو بے غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے لئے لوگوں سے جھگڑنے لگتا۔

حضرت ابوبکر نے جب یہ دیکھا کہ جناب امیر کے جوابات نہایت معقول و مدلل ہیں تو نرمی سے کہنے لگے اے ابوالحسن میرا یہ خیال تھا کہ تم اس امر میں میری مخالفت نہ کروگے اس لئے میں نے بیعت لی اگر تمھارے اختلاف کا خیال ہوتا تو ہرگز بیعت نہ لیتا اب تم میری موافقت کرو۔ (روضۃ الاحباب جلد ۲)

جناب امیر کے استدلال کی مجمع اصحاب میں کسی نے رد نہ کی اور تصدیق کی جن میں حضرت عمر اور خود حضرت ابوبکر اور جناب ابوعبیدہ اور بشیر بن سعد کا نام تو خود فن حدیث میں موجود ہے۔ ظاہر ہے بنی ہاشم اور بھی اس وقت زندہ موجود تھے بالخصوص جناب عباس چچا تھے اگر قرابت نسبتی متصور ہوتی تو کوئی نہ چوکتا اور جناب امیر کو سکوت کرنا پڑتا جیسا سد ابواب والی حدیث میں فوراً حضرت حمزہ کا نام لے دیا گیا تھا۔

اب رہی دامادی۔ صہریت اگر عثمان واقعی داماد ہوتے تو یقینی سب جیخ و پکار مچا دیتے حضرت آپ تو سنگل داماد ہیں حضرت ذوالنورؓ ڈبل داماد ہیں کسی نے بھی کچھ نہ کہا یہ واضح دلیل ہے کہ صہریت و دامادی منحصر حضرت ا[illegible] میں تھی ورنہ یہ وقت ادعائے خلافت تھا ایسی باتوں سے مجروح کرنا لازمی تھا۔

جس وقت جناب فاطمہؑ زہرا بنت رسول کا عقد جناب امیرؑ سے ہوا تو خداوند کریم خود متولی عقد ہوا چالیس ہزار ملک گواہ ہوئے (ارجح المطالب مولوی عبیداللہ امرتسری صہ ۲۹۹) زینب، رقیہ، ام کلثوم اگر بیٹی رسول کی ہوتیں تو ضرور کوئی بات ان میں ہوتی۔

عقد جناب فاطمہ میں درخت طوبیٰ سے گوہر و یاقوت نچھاور کئے گئے (ارجح المطالب) ایک دختر کے عقد کا یہ اہتمام تین کے لئے کچھ بھی نہیں پس یا وہ اولاد رسول نہ تھیں اور تھیں تو اس اکرام کے قابل نہ تھیں پھر ذوالنورین کا شرف کس برتہ پر۔

سینکڑوں حدیثیں فضائل جناب سیدہ میں رسول خدا نے فرمائی ہیں یہ کیسی بے انصافی ہے کہ اور بیٹیوں کے حق میں ایک روایت بھی نہ فرمائی صاف دلیل ہے کہ بیٹیاں نہ تھیں اور اگر تھیں بھی تو کوئی فضیلت نہ رکھتی تھیں پھر ایسوں کے شوہروں کو کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

رسول زادیوں کا کفر کی حالت میں رہنا اور کافروں سے عقد ہونا کون سی فضیلت ہے جناب فاطمہ بھی قبل بعثت پیدا ہو چکی تھیں اور رقیہ سے بڑی تھیں جیسا کہ مذکور ہوا ان کو سنبھال رکھنا اور دوسروں کو کافروں سے بیاہ دینا کافی ہے اس بات کے ثبوت میں وہ بیٹیاں نہ تھیں اور نہ شری لگی جا رہی تھیں کہ بعد از اسلام انکا نکاح مسلمین سے کیا جاتا۔

مورخین یورپ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے کہ جناب سیدہ اکلوتی بیٹی رسول خدا کی تھیں تین خلیفوں نے پیہم راج کیا قبل اس کے کہ علی اپنے حق پر پہونچیں جس کے وہ اس قدر مستحق تھے نہ صرف بلحاظ قرابت و زوجیت فاطمہؑ زہرا دختر رسول کے بلکہ بلحاظ

ان بے شمار اور بڑی خدمتوں کے جو انھوں نے مذہب اسلام کی کیں (اپالوجی فار اینڈ قرآن جان ڈیو یورٹ) اس محقق نے جناب عثمان کی دامادی کا کہیں تذکرہ نہیں کیا علی زوج بتول یعنی بضعہ رسول حضرت فاطمہ کے شوہر تھے جو رسول خدا کی اکلوتی بیٹی اور پیاری بیٹی تھیں (دیکھو محمڈن لا امیر علی صہ ۳۴ فیصلہ مشہورہ مقدمہ توجہ مسٹر آرنولڈ)

حضرت علیؑ حضرت محمدؐ کے ابن عم رسول کی اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے قرابت کے لحاظ سے بھی خلافت علی کا حق تھی (اروِنگ)

مراتب کے لحاظ سے اگر تخت نشینی کا اصول علی کے موافق مانا جاتا تو وہ برباد کن جھگڑے پیدا ہی نہ ہوتے جو اسلام کو مسلمان کے خون میں ڈبونے کا باعث ہوئے علی ۹۵۵ء میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے آج سے بیس سال قبل رسول کی رحلت کے بعد ملنا چاہئے تھا (مسٹر میڈلو)

اس قرابت سے بھی دامادی مراد ہے ورنہ نسبی قرابت دار اور بھی تھے جب دامادی مقصود تھی تو جناب عثمان کو بھی اگر حاصل ہوتی تو کبھی یہ محقق نظرانداز نہ کرتا۔

(جناب عثمان کی روا داری)

بعد اتنی صریح شہادتوں اور واقعات بالفرض مان لیا جائے کہ رقیہ ام کلثوم دختران رسول خدا ہے تھیں تو عثمان صاحب نے رقیہ کے ساتھ ابولہب بچوں سے بدتر سلوک کیا، چنانچہ مغیرہ بن عاص جنگ بدر میں رسول خدا سے لڑنے آیا اور فخریہ کہتا تھا کہ میں نے دندان مبارک رسول کو شہید کیا اور میں ہی رسول خدا کو شہید کروں گا تو رسول خدا نے اس مشرک کے قتل کا حکم محکم فرمایا اور ارشاد ہوا جس جگہ اور جب کبھی اسکو پاؤ فوراً قتل کر دو جب جنگ خندق میں کفار کو شکست ہوئی یہ ملعون بھاگ کر جناب

عثمان کے یہاں پوشیدہ ہوگیا حضرت عثمان نے اس کو اپنی کرسی کے نیچے
کردیا جب رسول خدا کو اطلاع ملی تو یہ حضرت عثمان کے گھر سے گرفتار ہوا اور خدمت
میں لایا گیا ـــ اللہ ری محبت دشمن خدا و رسول کی) آپ نے رسول خدا سے جان بخشی
کی سفارش کی رسول خدا نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر مکرر سفارش کی تو آپ نے
منہ پھیر لیا یہاں تک کہ اس قدر تنگ کیا کہ آپنے فرمایا اچھا لیجاؤ اور تین روز بعد
اسے شہر بدر کردیا تیسرے روز جناب عثمان نے مغیرہ کو ایک اونٹ اور خوراک سفر
دیکر روانہ کردیا مغیرہ مدینہ منورہ سے تھوڑی دور نکلا تھا کہ اس کا اونٹ مرگیا اور اب
یہ پیدل چلنے لگا جوتیاں ٹوٹ گئیں دونوں پیر زخمی ہوگئے گھٹنوں کے بل اور ہاتھوں
کے سہارے سے چلنا شروع کیا پھر تھک کر ایک پیڑ کے نیچے بیٹھ گیا۔ رسول خدا کو جب
خبر ہوئی تو آپ نے اسکو قتل کرادیا جناب عثمان کو شاق گذرا کہ رقیہ نے رسول خدا کو
اسکی اطلاع دی کہ مغیرہ ان کے یہاں پناہ گزیں ہے اس گمان پر رقیہ کو اس قدر مارا
کہ وہ شہید ہوگئیں۔

جس رات کو رقیہ فوت ہوئیں اسی رات کو قبل از دفن بیوی کا جنازہ گھر میں پڑا ہے
جناب عثمان نے لونڈی سے ہم بستری کی (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص۴۶۶)
صبح کو جب بعد غسل و کفن رقیہ کو قبر میں اتارنے کے لئے جناب عثمان آگے بڑھے تو
رسول خدا نے فرمایا رقیہ کو قبر میں وہ شخص اتارے گا جس نے آج کی شب مباشرت
نہ کی ہو یہ سن کر جناب عثمان پیچھے ہٹ گئے اور ابو طلحہ نے رقیہ کو قبر میں اتارا۔ (تاریخ
صغیر بخاری مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص۱۱)

ابتک تاریخی شواہد و عقلی ادلہ سے ثابت کیا گیا کہ زینب رقیہ ام کلثوم نہ بطن جناب

خدیجہ سے نہ صلب رسول خدا سے تھیں
ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ بربنائے عقائد اسلامی بھی وہ رسول خدا سے
تھیں اور نہ عقد ان کا رسول خدا نے فرمایا بلکہ ہالہ انکی ماں نے عقد کیا
ہوگا۔

فطرت انسانی کا یہ تقاضہ ہے کہ بچے وہی کرتے ہیں جو ماں باپ اور پرورش
کنندہ کو دیکھتے ہیں وہ مقلد اور نقال ہوتے ہیں سن تمیز اور بلوغ و رشد کے
بعد جیسے بھی ہو جائیں لیکن سن تمیز نہ ہونے تک ان کے عادات اخلاق و
اطوار میں فرق نہیں آسکتا یہ امر مسلمات و فطرت سے ہے چالیس سال تک
رسول خدا کا مبعوث نہ ہونا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نعوذ باللہ اس سے پیشتر
آپ مشرک تھے یا بت پرستی کرتے تھے یا خدا پرست نہ تھے اجمالاً و اختصاراً یہ ہے کہ
رسول خدا قبل از بعثت نبی تھے اور اخلاق و اطوار و عادات نبوتی سے
متصف تھے دیکھو شواہد علامہ بیہقی جناب ابوبکر کے سابق الاسلام ہونے کی
بابت فرماتے ہیں کہ ابوبکر قبل اسلام لانے کے آنحضرت کی نبوت کو علامات
و دلائل سے خوب غور کرکے برحق ہونیکی تصدیق دل سے کرچکے تھے لہذا وقت
دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ رہا اور اسلام قبول کرلیا میمون بن مہران
کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر سابق الاسلام میں اسلئے ہیں کہ جب بحیرہ راہب سے
ملے تب اسلام لائے اور حضرت کا نکاح جناب خدیجہ سے کرایا۔

رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ کیساتھ پچیس ۲۵ سال کی عمر میں ہوا ہے اور بعثت چالیس
کی عمر میں یہ شہادت کم از کم پندرہ سال پیشتر کی ہے۔

ورقہ بن نوفل اور سرجیس رہبان کا قصہ کتب تاریخ میں موجود ہے جو باعث
جناب خدیجہ اور ورقہ بن نوفل نبوت پر سب سے پہلے ایمان لائے دکاہل ا
اثیر، شواہد مذکورہ معلوم ہوا کہ بعثت سے سالہا سال پیشتر آنجناب میں ایسے
نبوتی جسمانی اخلاقی صفاتی و روحانی موجود تھے جس سے ایمان دکاہن ادہم
عامۃ الناس آپ کو نبی سمجھتے تھے۔

(۱) سورہ انعام ۲ ۔ اے رسول کہدو میں مامور ہوں کہ اول مسلمان ہوں۔
(۲) کہدو میری تمام قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ رب العالمین کے
ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس پر مامور ہوں اور میں اول المسلمین ہے
(۳) کہدو کہ میں مامور ہوں اس امر پر کہ خدا کی عبادت کروں درانحالیکہ اسی
دین کو باخلاص اختیار کرنیوالا ہوں اور مامور ہوں کہ اول مسلمین ہوں کیا اول المسلمین
سے مراد یہ ہے کہ آپ انچا امت میں سب سے پہلے مسلمان ہیں ہرگز نہیں۔ وہ کون سا
ہے جو امت کے بعد اسلام لایا ہو سب انبیا اول المسلمین تھے بلکہ فطرت انسانی اسلا
پر ہوتی ہے۔

(۴) قائم رہو دین حنیف پر فطرت الٰہی یہی ہے جس پر تمام انسانوں کی خلقت ہوئی
ہے خلق الٰہی میں تبدیلی نہیں ہے یہی دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے
نبی کی کیا خصوصیت ہے وہ اول المسلمین فطرۃً و خلقاً ہیں اور اسلام ان کا بلاد
بنو تھے خدا کے ارشاد و ہدایت و خلقت سے اور بدون خلقت کے وہ مسلمان رہ
ہیں آخر العمر تک۔

اور کفر و شرک سے منزہ اسی لئے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں اسوقت نبی تھا جب

آدم آب و گل کے درمیان تھے اسکان صاف و صریح یہی مطلب ہے کہ نبوت
آپ کو اسوقت مل گئی تھی اور اسی لئے آپ افتخار فرماتے تھے عالم ارواح سے آپ
نبی تھے کل مخلوق پر انبیاء ہوں یا ملائکہ جن ہوں کہ انس حضرت آدم سے پہلے قیامت
اور مسلک کے لئے کافی ثبوت قرآن و حدیث کا موجود ہے

بہر حال جب ثابت ہوا کہ رسول خدا بعثت سے پیشتر نبی تھے اور اخلاق و آداب
وصفات نبوتی سے متصف تھے اگرچہ مامور تبلیغ پر چالیس سال کی عمر میں ہوتے
کئے تو ماننا پڑے گا کہ آپ کی حضانت و تربیت میں جو شخص بھی ہوگا وہ صفات شرک
اور عقائد ملحدانہ سے پاک ہوگا جیسی گود میں تربیت ہو ویسا ہی بچہ ہوتا ہے اور
اسی گود میں پلنے والا بچہ حضرت علی موجود ہیں جن کے متعلق حسن مدائنی کہتے ہیں کہ جناب
امیر نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ کرم اللہ
وجہہ کہتے ہیں یعنی خدا نے ان کے چہرہ کو مشرف کیا تھا کہ وہ بتوں کے سامنے نہیں
جھکے یہ لقب بجز آپ کے کسی صحابی کے بارے میں استعمال نہیں ہو سکتا۔
طبقات ابن سعد، استیعاب ابن عبدالبر، مسند ابی حنیفہ ابن، نزل الابرار بدخشی۔

یہ چند اخبار اس لئے لکھے کہ بعثت اور عدم بعثت پر موقوف نہیں رسول خدا اور نبی
گود کے پالے کبھی مشرک اور کافر نہیں ہو سکتے رقیہ، کلثوم، زینب جن گود کی پالی
تھیں وہ کب کافر ہو سکتی ہیں وہ تو فطرتاً غیر مشرکہ ہوں گی اور تربیت اور
تعلیم رسول خدا کیونکر اثر نہ ہوگا حضرت خدیجہ بھی آپ کی نبوت پر ایمان
لاکر حبالہ عقد میں آئی تھیں پھر یہ تینوں لڑکیاں کافرہ کیونکر ہوئیں اور رسول
خدانے کیونکر گوارہ کیا کہ مشرکوں کے ساتھ عقد کر دیا۔ مانا کہ قرآن مجید نازل نہیں

ہوتا تھا اور کفر و اسلام کی ترویج کی حرمت اس وقت تک نہ ہوئی تھی لیکن
فطرتاً مخالف مذہب و تعصب مانع ہوتا ہے کہ ایسی رشتہ داری سے خصوص
ایسی کمسن لڑکیاں یہ بین ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ کمسنی لڑکیوں کی محض اسلئے
بتائی گئی ہے تاکہ یہ ثابت کرسکیں کہ یہ دختران رسول بطن خدیجہ سے تھیں او
عثمان کے ساتھ بیاہی گئیں۔ نہ کفر چھپا سکے اور نہ عمر اور نہ سن کو تباہ سکے لقد
یہ ہالہ خواہر جناب خدیجہ کی لڑکیاں تھیں انھیں نے عتبہ عتیبہ اور ابوالعاص
ساتھ شادیاں کیں۔ جناب رسول خدا چونکہ جناب خدیجہ اور ان کے رشتہ دارو
سے انتہا سے زاید محبت فرماتے تھے شفقت پدرانہ فرماتے تھے اور مسلمان
کے بعد محبت میں اضافہ ہوگیا عاشقان جناب عثمان نے بیٹیاں بنادیا جسکی
کوئی اصلیت نہیں ہے

ایک شبہ اور اس کا جواب

ہمارے بعض اہل سنت مورخین قرآن مجید کی سورہ احزاب کو اپنی اپنی دلیل
میں پیش کرتے ہیں جس طرح سے پیام شاہ جہاں پوری نے اپنی کتاب عثمان
اور خلافت عثمان میں پیش کی ہے۔
سورۂ احزاب آیت ۶۰۔ اے نبی کہدیجئے اپنی بیبیوں سے اپنی بیٹیوں
اور تمام مومنین عورتوں سے۔
اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف بیٹی ہوتی تو قرآن میں بنات ج
جمع کا صیغہ ہے کیوں استعمال کیا جس شخص کو عربی کی ذرا سی بھی شدبد
وہ جانتا ہے کہ اس زبان میں جمع کا صیغہ کم سے کم تین کیلئے استعمال ہوتا ہے

ہوتا ہے اگر حضور کی صرف ایک بیٹی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بنات کی بجائے بنتک
فرماتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی بیٹیوں کی تعداد ایک سے زیادہ تھی
انکی عبارت ختم ہوئی۔

جواب !

سبحان اللہ کیا عمدہ استدلال ہے کہ قرآن نے رسول اللہ کی کم از کم تین
بیٹیاں ثابت کردیں۔ مگر پیام صاحب یہ آیہ پردہ کے حکم میں نازل ہوئی
ہے جس میں حکم ہے کہ اے نبی کہدو اپنی ازواج، اپنی بنات اور مومنین کی
بیبیوں سے کہ وہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکالا کریں
جناب پیام صاحب نے اس میں تحریف معنوی یہ کی ہے کہ "نساء المومنین"
کا ترجمہ تمام مومن عورتوں سے کیا ہے حالانکہ نساء المومنین کا ترجمہ عربی کی
ذرا سی "شدبد" رکھنے والا آدمی بھی مومنین کی عورتیں اور مومنین کی بیویاں"
کرے گا یہ مرکب اضافی ہے۔ نساء امراۃ کی جمع، مضاف ہے اور المومنین
مضاف الیہ ہے جس کا ترجمہ بالکل واضح ہے مگر صاحب کتاب اگر یہ ترجمہ کرتے
تو دلیل تمام نہیں کرسکتے تھے اس لئے ترجمہ میں عمداً تحریف کی ہے حالانکہ
ولی اللہ صاحب بزبان مسلمانان۔ ہر بالغ مستور پر پردہ واجب ہے۔ اور
عبدالقادر صاحب نے مسلمانوں کی عورتیں ترجمہ کیا ہے۔
میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس تحریف کا مقصد کیا ہے پردہ اسلام میں
ہر بالغ مستور پر واجب ہے اور اس آیت کے تحت تمام بالغ مستورات کا
تذکرہ کرنا ضروری تھا جب آیت کے الفاظ پر نظر ڈالی جائے تو تین اصناف

لئے پردہ کا حکم وارد ہوا ہے ازواج نبی، بنات نبی اور مومنین کی بیویاں اگر یہ تینوں اصناف جملہ بالغ مستورات پر حاوی نہیں ہو سکتیں تو پھر کہنا پڑے گا کہ اسلام میں ہر بالغ عورت پر پردہ واجب نہیں کیونکہ مومنین کی بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم آیت قرآن میں وارد نہیں ہوا اگر پیام صاحب نساء المومنین کا صحیح ترجمہ کرتے تو بھی لا محالہ اسی نتیجہ پر پہنچتے کہ مومنین کی بالغ بیٹیاں تو از روئے قرآن پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔ جب ان کے عقد ہو جائیں گے اور وہ نساء المومنین کے زمرے میں آئیں گی تب ان پر پردہ واجب ہوگا۔

اب ہمارا ترجمہ ملاحظہ ہو: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے (اس جگہ امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی) اور مومنین کی بیبیوں سے کہ وہ چادروں کا گھونگھٹ نکالا کریں۔ واقعی لفظ بناتک جمع ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مگر حضور والا بناتک سے مراد آنحضرت کی بیٹی اور آپ کی امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی۔ اس کے علاوہ بناتک سے بیٹی اور نواسیاں مراد لینے پر تو آپ کو کسی قسم کا اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں ہے حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم (المائدہ) کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بنات۔ تمام فرق اسلام نے اس آیت میں امہات سے ماں۔ ماں کی ماں اور باپ کی ماں الی الاخر مراد لی ہے اور بناتک سے مراد بیٹی، بیٹی کی بیٹی، بیٹے کی بیٹی الی الاخر مراد لی ہے اور بناتک جب لفظ بناتک میں نواسیاں شامل ہو سکتی ہیں اور امت کی بیٹیاں بھی

اس سے مراد لی جا سکتیں ہیں تو پھر اس آیت سے حضور کی تین بیٹیوں پر استدلال قائم کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

اگر آیت مباہلہ میں لفظ ابناءنا سے نواسے مراد لئے جا سکتے ہیں تو بناتک سے نواسیاں کیوں نہ مراد لی جائیں؟

اور قرآن مجید میں ایسے اکثر شواہد موجود ہیں جہاں واحد کو بصیغہ جمع ذکر فرمایا ہے جیسا آیۂ مباہلہ وغیرہ۔

پس بصیغہ جمع ذکر کرنا محض تعظیماً ہے انا انزلناہ اور انا ارسلناک۔ لہٰذا آیت سے تعداد بنات نہیں ثابت کیا جا سکتا

بضعۃ الرسول

جناب سیدۃ النساء العالمین بنت سید المرسلین عذرا بتول فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا والصلوٰۃ کے فضائل و شمائل اور محامد و محاسن کو کون بیان کر سکتا ہے سہ سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے۔

دختر رسول زہرہ بتول وہ بلند مرتبہ اور عظیم القدر خاتون پاک ہیں کہ مذہب شیعہ کے علاوہ تمام مسالک و مذہب کے برادران اسلام ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور جناب ام الائمہ کا نام سنتے ہی ان کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں انکی جو خوبیاں اور فضیلتیں دینی کتب میں مذکور ہیں۔ انھیں بھی عامۃ المسلمین بہ خلوص قلب تسلیم کرتے ہیں اور جو خطابات زبان رسالت نے معصومہ قیامت کو دیئے ہیں سواد اعظم میں وہ بھی مسلّم ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو

جبکہ بموجب احادیث صحیحہ جناب فاطمہ کو راضی اور خوش رکھا خدا و رسول کو خوش رکھتا ہے۔ اور ان کو ناراض رکھنا خدا و رسول کو ناراض کرنا ہے۔

بھارت میں ایک رسالہ پارسیوں کا نکلتا ہے جس کا نام تھا "شعلہ" جس میں حضرت زرتشت کی پیشن گوئی لکھی تھی ملاحظہ فرمایئے۔

جناب زرتشت فرماتے ہیں۔ وہ پیغمبر جوکہ دنیا کے آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اسکی صرف ایک بیٹی ہوگی جو بہت ہی کمال اور جمال رکھے گی اور دونوں جہانوں میں اس کا کوئی ثانی و ہمسر نہ ہوگا وہ بے مثال بیٹی بہشت کے ایک سیب کی تاثیر سے پیدا ہوگی اور اس سیب کو مفغفح کہتے ہیں۔ اور مفغفح کے معنی ہیں خدائی اور بشری اور زمینی اور آسمانی اور نوری فضیلتوں والا اور پیغمبر آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیٹی سے خدا کے بارہ دوست ظہور فرمائیں گے۔ (گیلانی صاحب) رسالہ شعلہ بمبئی انڈیا بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء جلد ۱۵ نمبر ۱۰

دختر رسول جناب زہرہ بتول کے ظہور اور فضائل سے متعلق مجوسیوں کے پیغمبر زرتشت کی یہ پیشن گوئی پڑھ کر دل بہت خوش ہوا اور آپ بھی خوش ہوں گے۔ لیکن بات سمجھ میں نہ آئی کہ سیب سے پیدا ہوں گی پڑھکر میں سوچ میں ڈوب گیا کہ یا الٰہی سیب سے بہت دیر تک غور کرتا رہا آخر کار کتب حدیث و سیر و تاریخ اسلام سے بہشتی سیب سے متعلق روایات نکل آئیں اور اس لاثانی سیدہ دو عالمہ اور لافانی بنت پیغمبر اعظم کے فضائل نے ثابت کر دیا کہ فی الواقع یہ ملکہ جنت اپنے ہمسر سے بے نیاز ہے۔

اب وہ بہشتی سیب والی روایت سنئے اور روایت ایسی جیسے

اُم المسلمین حضرت عائشہ رض نے ارشاد فرمایا ہے اور خطیب اور ود لابی اور ابوسعد ایسے علمائے اہل سنت نے اس کو اخذ کیا ہے حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا جب فاطمہ آپکے پاس تشریف لاتی ہیں تو آپ اپنی زبان مبارک کو ان کے منہ میں ڈال دیتے ہیں اور پھر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ شہد چاٹ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی شب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبرئیل مجھے بہشت میں لے گئے تو وہ بہشت کا ایک سیب میرے پاس لائے اور میں نے اس کو کھایا وہ ایک نطفہ کی شکل اختیار کر گیا پھر جب میں زمین پر واپس آیا تو جناب خدیجۃ الکبریٰ حاملہ ہوئیں اور اس نطفہ سے فاطمہ کی ولادت ہوئی پس جب کبھی مجھے اس سیب کا شوق ہوتا ہے تو میں فاطمہ کا منہ چومتا ہوں۔

(شرف النبوۃ مولف علامہ ابوسعد الحنفی)

پس مجوسی پیامبر زرتشت نے واضح کر دیا کہ رسول آخر محمد مصطفےٰ جو بہشتی سیب تناول فرمائیں گے اس کی تاثیر سے جناب فاطمہ تولد ہونگی جو امیر المومنین سے بیاہی جائیں گی اور دو شہزادے حسن و حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوگی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ——— وازاں دختر پیامبر آخر دوازدہ دوستان یزداں ظہور می فرمائند۔ یعنی خاتم النبین سید المرسلین کی اس مقدس بیٹی سے اللہ کے بارہ محبوب دوست ظہور فرمائینگے۔

زرتشت کی اس مختصر سی پیشین گوئی نے یہ راز ہی کھول دیا کہ محمد

عربی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صرف ایک بیٹی ہوگی اسلئے کہا گیا کہ
پیغامبرے کہ در دورِ آخریں ہویدا۔ یک دخترے دارد صاحبِ کمال و جمال
کہ ہمسرِ او در دو جہاں پیدا نہ گردد۔ دنیا کے آخری دور میں ظاہر ہونیوالی
رسول کی صرف ایک بیٹی ہوگی نہ کوئی زینب نہ رقیہ نہ ام کلثوم نہ کوئی اور
صرف فاطمہ ہی اسکی آنکھوں کا نور اس کے دل کا سرور اسکی محبوب بیٹی ہوگی۔

اسی طرح کی پیشن گوئیاں بھی ہیں ہم یہاں پر صرف اشارہ کرتے ہیں
شری جین مہاراج کا ایڈیشن اس کتاب میں پڑھیئے صفحہ ۱۹۳۳ء رسالہ ویدک سماچار
دہلی جلد ۱۲ نمبر ۴ بابت ماہ جون جولائی۔

اسی طرح کن فیوشس اہل چین کا محبوب و معروف پیغامبر جس
نے اس پیلے زرد ملک میں مسیح سے چھ سو برس قبل جنم لے کر اپنی قوم کو جگایا
کن فیوشس کیا فرماتے ہیں۔

خدا کا ایک لاڈلا محبوب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہلاتا
ہے اور علی علیہ السلام اس کا پیارا اور نائب ہے رسولوں کے سرتاج اور کل
دنیا کے سلطان کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی رانی ہے اور
حسن و حسین اس کے دو محبوب فرزند ہیں جو بہت ہی شان والے ہیں اور
یہ جو حسین ہے اس کو دشمن کربلا میں مار ڈالیں گے اس کے فرزند عزیز بری طرح
قتل کئے جائیں گے۔

رسالہ بھگوان شکتی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۵ء مولفہ رام چندر شرما قدیم چینی
زبان کی عبارت از کتاب کنفیوشس)

ہم نے یہاں ایک نمونہ تحریر کیا ہے اور دوسری چیزیں دیکھنے کے
لئے یہ رسالہ دیکھئے۔ رسالہ چینی سنڈلیش مولفہ ایم آر سی بلونت بدھسٹ
سینٹر گیا عبارت بحوالہ انگریزی کتاب چائنیز ریفارمر

برہما جی کے نام نامی سے کون واقف نہیں ؟ اہل ہنود کے نزدیک
وہ رشیوں کے رشی ہیں وہ اپنی جنتا اور جاتی کو انکی اطاعت اور محبت
کرنے کی نصیحت بھی فرماتے ہیں۔

سنسکرت کی ایک پرانی کتاب برہم شاستری میں برہما جی کے چند
اشلوک اور منتر مرقوم ہیں ایک دو منتر کا تلخیص و ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اے نادان اور انجان لوگو! فانی دنیا کی پریت چھوڑ کر ان مہاتماؤں
سے پریم کرو جو گنتی میں پانچ ہیں مگر اصل میں تگنے کے لگ بھگ یعنی چودہ
ہیں آسمان و زمین اور انکی مخلوقات انہی کے سہارے قائم ہیں ان کے
چمپت کار اجلوے، بڑے دور کے سمے میں نظر آئیں گے تم ان کے تابعدار
رہنا اور ان سے لَو لگانا تم ریت اور بنجر زمین اور اجاڑوں کو نہ دیکھنا پرماتما
کے پریتم ایسی ہی جگہ کو پسند کرتے ہیں۔ ان میں ایک سورج ہے دوسرا چندرما
اور باقی جگ مگ کرتے تارے مگر آسمان والے سورج اور چاند تاروں کی
طرح وہ ڈوبیں گے نہیں سدا روشن رہیں گے وہ سنسار کو اپنے پرتاپ سے
پرتاپ کریں گے (یعنی دنیا کو اپنے نور سے منور کریں گے جو مہاتما گئی
مہاتمائی کی مہتائی اور اس کے یوراج اہلیہ کی اور شریمتی پی آتما کی ہے ہو
یہ سب بھگوان ہیں بھگوان کے پریمی ایشور کے تپ میں رہنے والے (برہم شاستر

حصہ اول ترجمہ پنڈت بہاری لال ایم۔ اے کانپور۔

یہ ہے شری برہما کی عظیم القدر بشارت جس کے ایک ایک لفظ سے ارادتمندی اور فداکاری اور وفاداری اور تعشق و تولاّ کی خوشبو آتی ہے جس کا ایک ایک حرف رسول اور آلِ رسول کی محبت و مودت میں ڈوبا ہوا ہے جس میں تمام ساکنانِ عالم کو سرکار محمد اور آل محمد سے لو لگانے اور ان کے بادہ الفت میں مخمور اور مسرور رہنے اور ان کی غلامی و اطاعت میں سر جھکانے کی تلقین اور تاکید فرمائی گئی ہے۔ جتنی قدیم پیش گوئیاں ہیں ان سب میں فقط جناب سیدہ ہی کا اسم گرامی آیا ہے اگر اور بیٹیاں تھیں تو ان کا نام کیوں نہیں آیا جہاں فاطمہ زہرا کا نام آیا ہے وہاں مولا علی کا نام بھی آیا ہے۔ نہ تو بیٹیوں کا نام آیا نہ کسی داماد کا نام آیا یہ اس پر دلیل ہے کہ بجز جناب سیدہ کے کوئی اور بیٹی نہیں تھی۔ اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ دربار خدا اور بارگاہ خاتم الانبیاءؐ سے سیدہ کا خطاب کس خاتون کو ملا ہے صرف اور صرف بضعۃ الرسول دختر پیغمبر مقبول فاطمہؑ بتول کو جس کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ آتش دوزخ اور عذاب آخرت سے مبرّا ہے نار جہنم اس پر حرام کی گئی ہے اس نے دنیا کی ہر ایک برائی اور آخرت کی ہر ایک سزا سے الگ رہ کر سیدہ کا خطاب پایا۔ اور اس طرح اللہ کے دین اور کفر و جہالت، شرک و الحاد کے درمیان ایک ایسی حد فاصل قائم کر دی کہ فاطمہؑ کے مقدس باپ محمد رسول اللہ کو بھی اپنی اس لاڈلی اور پیاری بیٹی کی عمر بھر مدح سرائی کرنا پڑی اور دنیا والوں کو اسکی شان و فضیلت بتانا پڑی۔

رسول گرامی کی اس اکلوتی بیٹی فاطمہ کی عزت و عظمت خود ذات رب العالمین جل جلالہ نے قائم و دائم رکھی وہ اس طرح کہ قدرت حق نے اس کا کوئی شریک کوئی ثانی کوئی ہمسر ہی نہیں پیدا ہونے دیا۔ اگر فاطمہ کے بھائی دنیا میں آئے تو اللہ نے شیرخوارگی ہی میں انھیں اپنے پاس بلا لیا۔ اور اسکی بہن تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ یہ اس لئے ہوا کہ فاطمہ کے مناصب و مراتب تقسیم نہ ہو جائیں اور اسکی سیادت و صیانت کا کوئی ساجھی نہ بن جائے۔ سبحان اللہ۔

یک دانہ گوہرے کہ بہ درج رسول داد
بے مثل بود و صورت زہرہ بتول داد

G. Hasnain
M.A
2/1/82